انتساب

عزیز الدولہ وزیر الملک ہز ہائی نس نواب محمد اسمٰعیل علیخاں صاحب بہادر

المتخلص بہ تاج ہفتم فرمانروائے ٹونک

کے نام

جو

اپنے پدرِ بزرگوار خلد آشیاں امین الدولہ وزیر الملک نواب محمد ابراہیم علی خاں صاحب بہادر خلیل کی قائم کردہ مجالس میلادؐ کو اُسی عقیدت و شان سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول جو میں نے چنے ہیں اُن کے دامن کے لئے

نیازمند:۔ منظور الحسن برکاتی
۲۰ رجون سنہ ۱۹۶۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محفل میلاد شریف کا تاریخی پس منظر

از

مولانا سید قاضی الاسلام صاحب، قاضی شہر، و مدرس دار العلوم خلیلیہ ٹونک

زیرِ نظر کتاب میں میرے عزیز دوست مولانا سید منظور الحسن صاحب برکاتی نے ٹونک کے چوتھے فرماں روا فردوس مکاں امین الدولہ وزیر الملک حافظ نواب سر محمد ابراہیم علی خاں بہادر خلیلؔ کی قائم کردہ ہفت روزہ مجالس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقع بڑے ہی دلچسپ پیرائے اور والہانہ انداز میں پیش کیا ہے جس کے پڑھنے سے ایک عجیب سرور طاری ہو جاتا ہے اور بیساختہ زبان سے نکلتا ہے ؎

ہاں دکھادے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

مولانا سید منظور الحسن صاحب؛ وارفتۂ وطن، اور دلدادۂ روایاتِ قدیم ہیں۔ آپ کو ٹونک؛ اور اس کے ذرّے ذرّے سے بے پناہ محبت ہے جس کے مظہر آپ کے

وہ مضامین ہیں جن میں "سرگذشتِ عہدِ گل" اور "افسانہ ہائے عظمتِ پارینہ" بیان کئے گئے ہیں۔

اس سے پہلے آپ کی ایک کتاب "ٹونک کی عیدیں" داغہائے سینہ کو تازہ کر چکی ہے۔ جس میں آپ نے ٹونک کے ریاستی دور کی عیدوں کی دھوم دھام، اور ان کی شان و شوکت کی خوبصورت تصویر کشی کی ہے۔ جس کے مطالعہ سے اُس عہد کی شاہی تقریبات، مذہبی تہوار، اور اُس دور کی معاشرت کی بعض خصوصیات کا اندازہ اس طرح ہوتا ہے۔ جس طرح چشم دید حالات و واقعات کا۔

مولانا منظور الحسن صاحب کا طرزِ تحریر نہایت دل چسپ اور پُر تاثیر ہے۔ قدیم رسم و رواج، وضع قطع، اور تہذیب و معاشرت کا ذکر وہ بڑے لطف سے کرتے ہیں۔

سرزمینِ ٹونک سے اُبھرنے اور نمایاں ہونے والے افراد میں اختر شیرانی مرحوم کے بعد مولانا منظور الحسن برکاتی ہی کی ایک ایسی شخصیت ہمارے سامنے آتی ہے جس نے وطنِ مالوف ٹونک کی تاریخی عظمتوں، تاریخی آثاروں، اور تاریخی جشنوں، تمدنی اور معاشرتی روایتوں کی داستان سرائی کی ہے۔

اختر شیرانی نے اپنی نظم "نذرِ وطن" اور "او دیس سے آنے والے بتا!" میں ٹونک کے تاریخی مقامات، حسین مناظر، اور یہاں کی تمدنی اور معاشرتی روایات کو یاد کیا ہے۔ اور منظور الحسن صاحب نے نثر میں یہاں کے تاریخی جشنوں، مذہبی تہواروں، مقدس تقریبوں اور متبرک محفلوں کی مرقع کشی کی ہے۔ اور اُن کے زوال پر آنسو بہائے ہیں۔

مولانا برکاتی کو یہ ذوق ان کے محترم استاد ابوالعرفان مولانا محمد حبیب اللہ خاں فضائیؔ

نور اللہ مرقدہٗ سے حاصل ہوا ہے۔ مولانا فضائی مرحوم نہ صرف ایک متبحر عالم، اور
جادو بیان مقرر تھے۔ بلکہ وہ ایک خوش فکر شاعر، اور بلند پایہ ادیب بھی تھے۔

ٹونک کی مخصوص معاشرت، یہاں کی سپاہیانہ اور آزاد زندگی پر مولانا فضائی رح نے بھی متعدد مضامین لکھے ہیں۔ جو اُن کی حیات میں ملک کے مقتدر رسائل میں اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔

ٹونک میں محافلِ ذکرِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا یوں تو اس کے بدوِ قیام ہی سے ہے۔ بلکہ اسی وقت سے ہے جب سے کہ اس سرزمین پر مسلمانوں کے قدم آئے۔ لیکن سرکاری سطح پر ایک مذہبی تقریب اور خصوصی مقدس جشن کی صورت میں اس کا آغاز چوتھے فرماں روائے ٹونک نواب محمد ابراہیم علی خاں بہادر خلیل کے عہد سے ہوا۔

مولوی سید اصغر علی صاحب ابرؔ کی مصنفہ "تاریخ ٹونک" کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان مجالس کے انعقاد کا آغاز ربیع الاول ۱۳۱۳ھ سے کچھ پہلے ہوا۔ ابتدا میں یہ محفلیں نذر باغ کے باہر دروازہ کے سامنے والے میدان میں منعقد ہوتی تھیں۔ اس مقصد کے لئے تقریباً دو سو مربع فٹ رقبہ پر آہنی ٹٹیوں اور ستونوں سے ایک بڑا احاطہ بنایا جاتا تھا جس کے ستونوں پر قطار در قطار بڑی لال ٹینیں نصب کی جاتی تھیں اور ٹٹیوں میں تین تین لائٹیں روشنی کے کنولوں کی ہوتی تھیں۔ چاروں طرف چار بلند دروازے بنائے جاتے تھے۔ جن پہ قند منڈھا ہوتا تھا۔ اور کپڑے کی رنگ برنگی برقیں قائم کی جاتی تھیں۔ چھ سات گز کے فاصلہ سے دوسرا احاطہ بنایا جاتا تھا۔ اور پھر اسی قدر فاصلہ سے تیسرا احاطہ؛ ان تینوں احاطوں میں علاوہ لالٹینوں کی قطاروں کے روشنی کے گلاس، ہانڈیاں، سفید، اور رنگ برنگی آویزاں کی جاتی تھیں۔ احاطوں کے اندر چاندنی

کا سفید فرش ہوتا تھا۔ تاکہ سامعین و شائقین صف بستہ بیٹھیں۔ وسطِ احاطہ میں ایک وسیع اور بلند چبوترہ پر شامیانہ نصب کیا جاتا تھا۔ جس کے نیچے مکلف بیش قیمت قالینوں کا فرش کیا جاتا تھا۔ اور اس خاص حصہ میں فرشی جھاڑ، فانوس، سبز و سرخ رنگ، شمع ہائے مومی، اور بے شمار آلاتِ شیشہ کی نہایت دل فریب سجاوٹ ہوتی تھی۔

یہاں سرکارِ خلیل مرحوم، سردارانِ ریاست، اہلِ خاندان، معززینِ شہر اور اہلکارانِ اعلیٰ کی نشست کا انتظام ہوتا تھا۔ اس چبوترہ کے وسط میں چوکیوں پر میلاد خواں حضرات کی نشست کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ سید سعید الدین احمد خلف کپتان سید نور الدین احمد نثر پڑھا کرتے تھے۔ اور شیر علی خاں ملازم اردلی خاص اور ان کے ساتھی نظم پڑھا کرتے تھے، پھولوں کی مسہری بنائی جاتی تھی۔ بخورات و عطریات کی خوشبو سے اہلِ محفل کے دماغ معطر ہوتے تھے۔ صدر مقام پر چوبدار گنگا جمنی چوبیں لئے قرینہ سے باادب ایستادہ رہتے تھے۔ نیچے کی صفوں میں پولیس انتظام کے واسطے مامور رہتی تھی۔

غرض کہ :۔

"ایک عجیب بابرکت و پُر رونق محفل منعقد ہوتی تھی، جس کی خوبی و زیبائی کا اندازہ کچھ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے، وہ کیفیت، وہ لطفِ خاص وہ دل چسپی، وہ محویتِ عام کا عالم، بجز چشمِ دید طریقہ کے کسی طرح لکھنے میں نہیں آسکتا۔" صفحہ ۳۳۳ (از تاریخ ٹونک)

یہ محفلیں رات کے آٹھ نو بجے سے دو ڈھائی بجے تک ہوتی تھیں، حاضرین کی عطر وہار سے تواضع کی جاتی تھی۔ بعد ختمِ محفل جملہ حاضرین کو شیرینی تقسیم کی جاتی تھی۔ پانچ روز تک مردانہ محفلیں ہوتی تھیں، اور چھٹے روز زنانہ محفلِ میلاد شریف کا انعقاد ہوتا تھا جس میں

تمام شہر کی امیر و غریب خواتین شرکت کرتی تھیں، پردہ کا معقول انتظام ہوتا تھا۔ جملہ انتظامات مستورات ہی کے ذریعہ انصرام پاتے تھے۔

سنہ ۱۳۱۲ھ میں اس مبارک تقریب کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل آٹھ حضرات کو مع زرِ نقد ہشت پارچہ خلعت عطا ہوا تھا۔

(۱) مولوی امام الدین صاحب۔ (۲) مولوی عبداللہ خاں (۳) مولوی فضل حق (۴) فصیح الملک کپتان سید نورالدین احمد، (۵) سید سعیدالدین احمد (۶) محمد شیر علی خاں (۷) مولوی عبدالغفار خاں سلیم (۸) سید اصغر علی آبرو۔ (تاریخ ٹونک ص ۳۳۳)

اس کے بعد یہ مبارک سلسلہ جاری ہوگیا، اور ہر سال بالالتزام ربیع الاول میں یہ جشن منایا جانے لگا، اس طرح نواب ابراہیم علی خاں بہادر کے عہدِ حکومت میں تقریباً ۴۶ سال یہ ہفت روزہ محفلیں منعقد ہوئیں۔ نواب ابراہیم علی خاں بہادر جنت آرام گاہ کی وفات کے بعد سعیدالدولہ وزیرالملک نواب سعادت علی خاں مسند نشینِ ریاست ہوئے تو آپ نے بھی اس سلسلہ کو جاری رکھا، البتہ آپ کے عہد میں مصارفِ میلاد کے بجٹ میں قدرے تخفیف کردی گئی تھی۔ نواب سعادت علی خاں نے سترہ سال حکومت کی ان کے انتقال کے بعد ممتازالدولہ نواب محمد فاروق علی خاں بہادر جانشینِ ریاست ہوئے، ان کا عہدِ حکومت بہت ہی مختصر رہا صرف چند ماہ حکومت کرنے کے بعد ربیع الاول کے ماہِ مقدس کے ورود سے قبل ہی رحلت فرما گئے۔

نواب فاروق علی خاں کے بعد موجودہ ہز ہائی نس عزیزالدولہ وزیرالملک نواب سر محمد اسمٰعیل علی خاں صاحب بہادر مسندِ حکومت پر جلوہ فرما ہوئے تو آپ نے بھی اس قدیم روایت کو باقی رکھا۔ اور بحمداللہ آج تک اسی روایاتی شان و شوکت کے ساتھ جشنِ میلاد کا التزام جاری ہے۔ فقط

سید قاضی الاسلام ۱۷ر جون سنہ ۱۹۶۵ء

ٹونک کے جشن میلاد النبیؐ کی ایک جھلک

از

سید منظور الحسن برکاتی لکچرار دار العلوم خلیلیہ ٹونک

انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا ط

ہندوستان میں صدیوں تک مسلم حکمرانوں اور مسلمان بادشاہوں نے جس تزک واحتشام اور شان وشوکت کے ساتھ حکومت کی ہے وہ تاریخ عالم میں اپنی نظیر آپ ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء میں یہ شان وشوکت، اور یہ تزک واحتشام "ایسٹ انڈیا کمپنی" کے شاطروں نے خاک میں ملا دیا۔ اور "ہر کمالے را زوالے" کے فطری اصول کے مطابق شاہان مغلیہ کا عروج اپنے کمال کی انتہا کو پہونچ کر زوال پذیر ہو گیا، شمع سلطنت بھڑکی، اور بھڑک کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی، ہند و مسلم حکمرانوں کی روایات، ان کی معاشرت تہذیبی اور تمدنی خصوصیات ایک ایک کر کے ختم ہونے لگیں۔ صرف معدودے چند ریاستیں ایسی رہ گئیں، جو کسی حد تک مشرقی تہذیب و تمدن کی آئینہ دار تھیں۔

ان ہی باقی ماندہ ریاستوں میں ہماری یہ چھوٹی سی مسلم ریاست ٹونک بھی تھی جس کا

کونہ کونہ اور ذرہ ذرہ تاریخی تقریبوں، اور مذہبی جشنوں کا ایک دل چسپ گہوارہ تھا۔
عیدیں ہوتی تھیں تو یہاں بڑی شان سے، رمضان آتے تھے تو بڑے احترام سے!
ربیع الاول کا ماہِ مبارک طلوع ہوتا تھا تو بڑے اہتمام سے۔ غرض کہ ایک عجیب دور تھا جبکہ ؎

لطف تھا، ذوقِ سخن تھا، صحبتِ احباب بھی ؛ مطرب و رود و سرود و ساغر و پیمانہ تھا
سبزۂ و گل سے بھرا تھا دامنِ کہسار سب ؛ غیرتِ خلدِ بریں، ہر گوشۂ ویرانہ تھا
غنچۂ و گل کا تبسّم تھا ہر اک دم برق ریز ؛ عندلیبوں کی زباں پر نالۂ مستانہ تھا
نشہ آور تھی نگاہِ مستِ ساقی اس قدر ؛ خود بخود لبریز سے ہر ساغر و پیمانہ تھا

لیکن آہ ؎

اب وہ صحبت، نہ وہ جلسے نہ وہ لطفِ سخن ؛ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا افسانہ تھا

پیرویِ مذہب، اور حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تو گویا یہاں کے والیان کی گھٹی میں پڑی تھی اور "الناس علیٰ دین ملوکہم" کے بمصداق شہر کا ہر فرد بشر عشقِ نبی اور محبتِ رسولؐ کے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔

خلد آشیاں امین الدولہ نواب ابراہیم علی خاں خلیل اس جذبہ میں اپنے پیشرو والیان سے بہت آگے بڑھ گئے تھے۔ حضرتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے آپ کو سچا عشق تھا۔ ماہِ ربیع الاول کا ورود آپ کے لئے جشن و مسرت کا پیغام لیکر آتا تھا۔ آپ کا دل خوشی و مسرت سے معمور ہو جاتا تھا۔ خدا کے رسولؐ کی محبت و شیفتگی دل میں ایک بے اختیارانہ جوش و محویت پیدا کر دیتی تھی۔

اسی عقیدت و محبتِ رسولؐ کا اثر تھا کہ آپ نے اپنے عہدِ حکومت میں ہفتہ واری۔ ماہانہ اور سالانہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متبرک محفلوں کا سلسلہ جاری فرما رکھا تھا۔

ہر سال ربیع الاول کے ماہِ مبارک میں سات روز تک مسلسل جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس مجلسیں بڑے تزک و احتشام اور خلوص و احترام سے منعقد فرمایا کرتے تھے۔ ریاست کے بجٹ میں چودہ پندرہ ہزار روپیہ اس مبارک تقریب کیلئے وقف فرما رکھا تھا۔ سات یوم تک پوری ریاست میں عام تعطیل ہوتی تھی، ساتوں راتوں میں "نذر باغ" میں اس کثرت سے روشنی اور چراغاں کیا جاتا تھا کہ پورا باغ بقعہ نور معلوم دیتا تھا۔ جشنِ میلاد کی شرکت کے لئے دور دور سے مہمان آتے تھے، تمام اہلِ شہر کو دعوت دی جاتی تھی۔ بلا امتیازِ مذہب و ملت ہر فردِ رعایا کو آدھ سیر کی ٹکی کا ایک لڈو روزانہ بطور تبرک تقسیم ہوتا تھا جو اپنی خوشبو، لطافت اور ذائقہ کی وجہ سے دور دور مشہور تھا۔ ملازمینِ ریاست کی شعبہ وار فہرستیں تقسیم شیرینی کے لئے مرتب کرائی جاتی تھیں، محکمہ تعلیمات کی جانب سے شہر و دیہات کے جملہ سرکاری و غیر سرکاری مدارس، مکاتب اور پاٹھ شالاؤں کو ربیع الاول کے ماہِ مبارک کے طلوع ہونے سے پہلے اطلاع دیدی جایا کرتی تھی کہ وہ طلبہ کی فہرستیں یکم ربیع الاول تک دفترِ تعلیمات میں بھیج دیں تا کہ نام بنام طلبہ کو شیرینی دی جاتی رہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے میلاد شریف کا مہینہ آنے کی خوشی میں جوق در جوق مدارس و مکاتب میں داخل ہونے لگتے تھے۔ جس کی وجہ سے اس بابرکت مہینے میں شہر اور دیہات کا ہر چھوٹا بڑا مدرسہ و مکتب طلبہ سے کھچا کھچ بھر جاتا تھا۔ رات کو روزانہ "نذر باغ" کے دروازوں پر عام رعایا کو مٹھائی تقسیم کی جاتی تھی، فوج، پولیس، اہلکاران و دیگر ملازمینِ ریاست دن کے وقت مٹھائی لیتے تھے، اہلِ خاندان و معززینِ شہر کو کوٹھی میں ختمِ مجلس پر شیرینی تقسیم ہوتی تھی، نذر باغ کے عملہ کو خصوصیت سے بہ لحاظ مراتب و مناصب تو کروں مٹھائی دی جاتی تھی۔ پرانے واقف کار لوگوں کا بیان ہے کہ اس طرح ایک ایک دن میں

ڈیڑھ ڈیڑھ سو من مٹھائی بٹ جایا کرتی تھی۔

"پیدائش" یعنی ۱۲ ربیع الاوّل کی رات میں ہر سال آٹھ دس قیدیوں کی سزا معاف کی جاکر اُن کو رہا کر دیا جاتا تھا۔ سرکار خلیل باوجود پیرانہ سالی روزانہ محفل میں نہایت ادب سے نشست فرماتے تھے۔ نذر باغ کے ہفت روزہ پروگرام کے بعد ایک ایک دن ہر محل اور کوٹھی میں بھی ذکرِ مبارک ہوتا تھا اوران متفرق کوٹھیات کی مجالس خاص ہوتی تھیں جن میں نواب صاحب، اُن کا اسٹاف اور ارکینِ خاص ہی شریک ہوتے تھے۔

آیئے! اب

آپ کو "عہدِ خلیل" کے ایک ایسے ہی جشن میلادؐ کی ایک جھلک دکھلائیں!

یہ ۱۳۴۸ھ کا ذکر ہے۔ اور یہ جشن میلاد، نواب ابراہیم علی خاں بہادر خلیل کے عہد کا آخری جشن ہے۔ ربیع الاوّل کی بارھویں شب ہے۔ اس وقت رات کا ایک (۱) بج رہا ہے۔ ابھی ابھی قلعۂ معلیٰ کے میدان میں پچیس ۲۵ توپیں سلامی کی داغی گئی ہیں — یہ اعلان ہے کہ محفلِ میلاد شریف شروع ہو گئی ہے۔

یہ رات چوں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے جشن کی رات ہے۔ اس لئے آج محفلِ میلاد، اوّل رات کے بجائے آخر رات میں شروع ہو رہی ہے۔ محبّانِ ذکرِ رسولؐ و شائقینِ مجلس بڑے ذوق و شوق سے قدم بڑھائے، محفل میں شرکت کیلئے جوق در جوق چلے جارہے ہیں، آپ بھی ذرا تیز قدم بڑھایئے۔

یہ —— ! جو سامنے محلات اور باغ نظر آرہا ہے۔ یہی "نذر باغ" —— اور "ہزہائی نس پیلس" ہے۔ دوسرے فرماں روا نواب وزیر الدولہ بہادر کو حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی گہری عقیدت تھی، سید احمد صاحبؒ ان کے پیرِ طریقت تھے ——

کہتے ہیں۔ کہ نواب صاحب نے اس باغ کو سید صاحب کے نذر کر دیا تھا۔ اُس وقت سے یہ باغ "نذر باغ" کے نام سے موسوم ہے۔

باغ کے تمام دروازے بند ہیں۔ کھڑکیاں کُھلی ہوئی ہیں۔ دروازوں پر خلقت کا اس قدر ہجوم ہے کہ تھالی پھینکئے تو سروں پر جائے۔ شیرینی تقسیم ہو رہی ہے، پولیس اور فوج کا معقول انتظام ہے۔ ایک ایک شخص کو باغ کے اندر جانے دیا جا رہا ہے۔ جو اندر پہونچ جاتا ہے۔ اُس کو آدھ سیر کا ایک لڈو دیدیا جاتا ہے۔

"نذر باغ" کے جنوبی دروازے پر صاحبزادہ عبدالرشید خاں بہادر شیرینی تقسیم کرا رہے ہیں، توشہ خانہ کے داروغہ بھندو خاں ساتھ ہیں۔ نواب صاحب کے صاحبزادگان میں یہ بڑے تیز مزاج صاحبزادہ ہیں۔ ان کی سخت گیری اور غصّہ کی بڑی دھاک ہے، ایک موٹا سا لٹھ ہر وقت ان کے ہاتھ میں رہتا ہے۔ بھورا میاں کی عرفیت سے مشہور ہیں۔

شمالی دروازہ پر جرنیل فوج کا انتظام ہے۔ جگہ جگہ میونسپلٹی کا عملہ بھی مستعدی سے ایستادہ ہے بھئی ہمارا ان دروازوں سے گزر ہونا مشکل ہے۔ اس لئے، آیئے!

ہم تو مشرقی دروازہ سے جو کھڑکی دروازہ کے نام سے موسوم ہے۔ اندر چلے چلیں!

یہ دروازہ عمائدین و معززین شہر کے داخلہ کے لئے خاص ہے۔ دروازہ پر فوج اور پولیس کے پہرے ہیں۔ دروازہ کے اندر یہ! جو بائیں ہاتھ کو رنگین عمارت نظر آرہی ہے۔ یہ سرکاری توشک خانۂ خاص ہے۔ اسی سے متصل "شکار خانہ" اور "سلح خانہ" ہے۔

یہ جو سامنے گاؤ تکیہ سے ٹیکہ لگا کر بوڑھے سے صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ توشک خانہ کے افسر اعلیٰ میر سامان رحیم بخش ہیں، بڑے نیک اور فیاض انسان ہیں اور اپنے دور کے خانخاناں ہیں۔

لیجئے ! اب باغ کی سیر کیجئے ۔ صحن میں کیسی خوش نما چمن بندی ہے ۔ کیاریوں گیندا۔ گل مہندی، گلِ نورنگ، شبو، گلِ طرہ، سورج مکھی، وغیرہ کھل رہے ہیں، موتیا، چنبیلی، جوئی، رائے بیل، گلاب، سیوتی، مولسری کے پھولوں سے باغ مہک رہا ہے ؎

دیکھو بہارِ حسنِ خدا داد باغ میں
کیا سرو قد کھڑے ہیں پری زاد باغ میں

اہاہا ! باغ کی روشوں پر دو طرفہ کیسی نظر فروز روشنی ہو رہی ہے، روشوں کے دونوں جانب آہنی ٹیٹوں پر، برابر، برابر، چھ لائنیں لال ٹینوں کی روشن ہیں، بیچ میں جگہ جگہ "ترپولیہ" اور سروِ چراغاں ایستادہ ہیں۔ ہر موڑ، اور ہر چوپڑ پر آہنی دروازے بنے ہوئے ہیں۔ جن کے ستونوں پر سرخ و سبز قند چڑھی ہوئی ہے، گلاسوں، قمقموں، اور قندیلوں سے دروازے سجائے گئے ہیں۔

بھئی واہ، ہر روش پر ایک نئی قسم کی روشنی ہے۔ درختوں تک پر چراغاں ہے ــــ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

شجرِ طور کے مانند منوّر ہر نخل
ل گیا کیا کہیں اس دشت سے دشتِ ایمن
ذرّہ ذرّہ سے نمودار فروغِ انجم
جادہ جادہ سے عیاں کاہکشاں کا جوبن

باغ کا چپہ چپہ روشن و منور ہے ۔ پورا باغ "گلزارِ آتشیں" معلوم ہو رہا ہے ــــ روشنی کی زیادتی سے آنکھوں میں چکاچوند آرہی ہے ؎

وہ ابرک کی ٹٹی وہ مینے کی جھاڑ ؛ کہے تو کہ تنکے کی اوجھل پہاڑ

وہ رنگیں درخت اور شمع و چراغ
کھلے جس طرح لالۂ نورِ باغ

یہ ——! سامنے وسطِ باغ میں جو خوشنما سی بارہ دری نظر آرہی ہے، اس کی بالائی منزل پر "شیش محل" ہے۔ جو "سنہری کوٹھی" کے دلکش نام سے موسوم ہے، یہ کوٹھی اپنے حسین نقش و نگار، اور طلائی گُل کاری و شیشہ بندی کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہے، اور ہندی معماروں و صنعت کاروں کی صنعت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

یہ ——! دوسری کوٹھی ——! جو مسجد کے پہلو میں دکھائی دے رہی ہے۔"یہ رنگین کوٹھی" کہلاتی ہے۔ یہ بھی نقش و نگار کے اعتبار سے اپنا جواب آپ ہے۔ اور آج کل مہمان خانہ خاص کے طور پر کام آرہی ہے۔ دونوں کوٹھیاں آج دولہن بنی ہوئی ہیں اور روشنی میں جگمگا رہی ہیں۔

چلئے! اب اُس کوٹھی کی سیر کریں جہاں ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت مجلس منعقد ہے اور "میلاد شریف" پڑھا جارہا ہے۔

ذرا دیکھئے ——! تو کوٹھی کا بلند و بالا دروازہ کیسا سجا ہوا ہے۔ کتنی خوبصورت و حسین رنگ برنگی لال ٹینیں، دیوار گیریاں، اور قندیلیں آویزاں ہیں —— خوشنما وصلیاں، طغروں اور دلکش سیتریوں نے دروازہ کی سجاوٹ میں چار چاند لگا دیے ہیں۔

دروازہ کے سامنے داہنی جانب، اور بائیں سمت، دُوب کے تختوں کے وسط میں بانسوں کے ٹھاٹھروں میں لال لال کنول، کنولوں میں دغدغے روشن ہیں۔ ایک صحنچی میں پانی کا انتظام ہے۔ کورے کورے گھڑے رکھے ہوئے ہیں۔ دروازہ پر فوجی گارڈ متعین ہے، اس کوٹھی کے اندر دوسرے دنوں میں بغیر سیلا یا دستار باندھے۔ اور بنا کمر لگائے جانے کی ممانعت ہوتی ہے، لیکن آج عام پروانگی ہے۔ جس کا دل چاہے بنا لرا اس میں جائے۔ مگر ہاں بھائی

جوتے تو یہاں ہی اتار دیجیے۔ اندر ہاتھ میں بھی لے جانا منع ہے۔

بھئی واہ واہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ، کیا پیاری روشنی ہے ــــ پوری کوٹھی بقعۂ نور بنی ہوئی ہے۔

دھواں چھپ گیا نور میں نور ہو ÷ سیاہی اُڑی شب کی کا نور ہو
سراسر وہ ہر طرف مشعل کے جھاڑ ÷ کہ جوں نور کے مشتعل ہوں پہاڑ

عطریات اور بخورات سے کوٹھی مہک رہی ہے۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد گلاب پاشی کی جا رہی ہے۔

یہ ــــ! سامنے کوٹھی کے صحن میں چبوترے پر جالی کا خوبصورت "بنگلہ" درود خواں حضرات کی نشست گاہ ہے۔ یہاں ائمۂ مساجد اور حفاظ کرام بیٹھے ہوئے ہیں ــــ اور زبانوں پر صلِ علیٰ محمد کا ترانہ جاری ہے۔ روزانہ سوا لاکھ مرتبہ درود شریف کا ختم پڑھا جاتا ہے۔ کوٹھی کا صحن سنگین ہے۔ صحن میں قسم قسم کے جھاڑوں، فانوسوں، چھوٹے بڑے چھوٹے سہ شاخوں، اور پنج شاخوں کی وجہ سے تل دھرنے کی جگہ باقی نہیں رہی ہے۔ یہ روشنی کا حسین و خوشنما چکر اور یہ کنواں آج ہی تیار ہوا ہے۔ کوٹھی کے تمام دالان ضیا بار شمعوں سے جگمگا رہے ہیں۔ بیش قیمت قالینوں، مصفا و منقش فرشوں سے کوٹھی آراستہ ہے۔ تہذیب و سلیقہ کے ساتھ چھوٹی چھوٹی میزوں پر حسین بلوری گلدان، معطر گلدستے سجے ہوئے ہیں۔ جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی چوکیوں پر اگر دان، بخور دان بھی رکھے ہوئے ہیں۔

وہ ــ دیکھو، سامنے کے دالان میں رنگ برنگے قیمتی سہلے اور مندیلیں باندھے، شیروانیاں اور تنگ مُہری کے چوڑی دار پائجامے پہنے۔ زرّین پٹیاں کمروں میں لگائے، نواب صاحب کے اہلِ خاندان، صاحبزادگان، مؤدبانہ بیٹھے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے،

اِدھر اُدھر دوڑتے پھر رہے ہیں۔ چوبدار، گنگا جمنی چاندی سونے کی چوبیں ہاتھوں میں لئے سبز پگڑیاں باندھے، سفید انگرکھے پہنے، کمریں کسے جابجا ایستادہ ہیں۔ فراش اور خدمتگار متعین ہیں۔ آب دار، سفید وردی میں ملبوس، سیمی صراحیاں اور گلاس لئے۔ سامعین کو پانی پلا رہے ہیں، چوبدار، نواب صاحب کے اے ڈی سی صاحبان کے ایماء و اشارے سے ہر ہر شخص کو علیٰ قدرِ مراتب بٹھا رہے ہیں۔

اِس دالان میں اہلِ خاندان (جو "صاحبزادہ" کے موقر خطاب سے مخاطب کئے جاتے ہیں) کے علاوہ کسی اور کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔

پہلو والے دالان میں عام رعایا کی نشست ہے۔ سائبان میں معززین و عمائدینِ شہر کی نشست کا انتظام ہے۔ یہاں چاندی سونے کے بیش بہا، خوبصورت انواع و اقسام کے جھاڑ آویزاں ہیں۔ ہر جھاڑ میں بتیس بتیس (۳۲) خوبصورت اور خوش رنگ کنول، جن پر نقرئی اور طلائی کام بنا ہے نصب ہیں۔ کنولوں میں موتیوں کے آویزے لٹکے ہوئے ہیں۔ فانوسیں روشن ہیں۔ گنگا جمنی قندیلیں۔ بلوری ہانڈیاں، دیوارگیریاں موی اور کافوری شمعیں ضوفشاں ہیں۔ فرش پر چاندی کے شمعدان، اندر کافوری بتیاں اوپر ہلکے سبز رنگ کے چھوٹے کنول، شمعدانوں کے نیچے چاندی کے چھوٹے لگن، لگنوں میں عرقِ کیوڑہ بھرا ہے۔ چاروں طرف قدِ آدم آئینہ بندی ہے۔ ہر سال چاندی سونے کے جھاڑ فانوس تیار ہوتے ہیں۔ آج ہی کئی ہزار روپے کے نئے نئے ڈیزائن کے سنہری روپہلی جھاڑ فانوس، ہانڈیاں اور قندیلیں سُنار تیار کر کے لائے ہیں۔

شمالی جنوبی دالانوں، اور صحن کی روشنی، اور سجاوٹ تو آپ نے دیکھ لی، اب چلئے! کوٹھی کے اندرونی حصے میں چلیں۔ اور کچھ دیر بیٹھ کر میلاد شریف (ذکرِ رسول ؐ) سُنیں۔

کوٹھی کے مشرقی جانب خوبصورت سائبان ہے۔ سائبان کے بعد دوہرا دالان ہے۔ یہ دالان بھی فرش فروش، گنگا جمنی جھاڑوں، جڑاؤ ہانڈیوں، قندیلوں، دیوارگیریوں، فانوسوں، اور خوش نما گلدستوں سے آراستہ ہیں۔ یہاں سرکار عالی کے بھائی بھتیجے رونق افروز ہیں۔ یہ سامنے ستونوں سے ٹیکا لگائے۔ نواب صاحب کے مصاحب خاص "سہراب خاں" ہیں۔ ہاتھ میں تسبیح ہے۔ ہونٹ ہل رہے ہیں، چپکے چپکے درود شریف کا ورد جاری ہے۔ اور ساتھ ہی وقتاً فوقتاً خدمت گاروں، چوبداروں اور ہرکاروں کو ہدایات بھی دیتے جا رہے ہیں'

دالانوں کے بعد تین ایوان ہیں، ہر ایوان کے دروازوں پر چوبدار ایستادہ ہیں۔ وسطی ایوان میں لقرئی چوبوں پر زردوزی مختصر شامیانہ نمگیرہ کی صورت میں قائم ہے جس کی طنابیں بادلے کی ہیں اور جھالر مقیش کی ؎

کھنچی ڈوری اک طرف زرتار کی ❊ لڑی جوں کناری کے ہوں ہار کی
کہوں کیا میں جھالر کی اس کی پھبن ❊ کہ سورج کے ہو گرد جیسے کرن

شامیانہ میں بیش قیمت جڑاؤ ہانڈیاں، قندیلیں، اور دوسرے گنگا جمنی آرائشی سامان آویزاں ہیں، موٹے موٹے موتیا کے گجرے۔ سہرے کی لڑیوں کی طرح لٹک رہے ہیں درمیان میں چاندی کے خوبصورت پھولوں کی لڑیاں ہیں، بیچ کی لڑیوں کو سمیٹ کر کلابتونی ڈوریوں سے جن کے کونوں پر مقیش کے گچھے ہیں، اس طرح سیمی چوبوں پر کس دیا گیا ہے کہ نمگیرہ کے چاروں طرف پھولوں کے حسین دروازے بن گئے ہیں۔ شامیانہ کے اوپر اس سرے سے اُس سرے تک سرخ چھت گیری کھنچی ہوئی ہے۔ جس کے حاشیے سبز زرنگار ہیں۔

شامیانہ کے نیچے نو چوکیاں بچھی ہوئی ہیں۔ جن پر چاندی کے منقش پترے چڑھے ہوئے ہیں چوکیوں پر کاشانی مخمل کی سرخ زرنگار مسند ہے۔ اور ؎

بلوریں دھرے شمعداں بے شمار ؛ چڑھی بتّیاں موم کی چار چار
نئے رنگ کے اور نئے طور کے ؛ دھرے ہر طرف جھاڑ بلّور کے
وہ فانوسیں آگے زمرد نگار ؛ کہ ہو سبز مینا جنھوں پر نثار

چوکیوں پر چاروں طرف خوبصورت چار انچی نقرئی کٹہرہ لگا ہوا ہے۔ کٹہرے کے اندر سامنے بیش قیمت نقرئی شمعدان، خوش وضع گنگا جمنی جھاڑ، خوش رنگ فانوسیں اور لیمپ روشن ہیں۔ حسین گلدستے، اور خوبصورت و منقش کنول بڑے قرینے سے آراستہ ہیں، کٹہرے کے چاروں گوشوں پر چار نقرئی بڑے جھاڑ اور درمیان میں چھوٹے چھوٹے سیمی گلدستے اور اگردان نصب ہیں۔

بعض واقف کار لوگوں کا بیان ہے کہ یہ "مسہری" "یہ چوکیاں" اور یہ گنگا جمنی آرائشی سامان دہلی کے ایک تاجر نے سرکارِ عالی کے نذر کیا تھا۔ اس کے صلہ میں نواب صاحب نے ایک لاکھ روپیہ کی گراں قدر رقم بخشی تھی۔ مسند پر ایک جاذبِ نظر نقرئی بیضاوی میز رکھی ہے اور اس پر صحیفۂ "میلاد شریف" رکھا ہے۔ ذکرِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کتاب سات جلدوں پر مشتمل ہے جس میں تخلیقِ آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے لے کر پیغمبرِ آخرالزماں، ختم المرسلین، محبوبِ رب العالمین، شفیعِ محشر، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ میمنت فرجام تک کے اہم واقعات و قصص، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت، آپ کی سیرتِ مقدسہ، اخلاقِ حسنہ، معجزات اور معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان بحوالۂ کتبِ معتبرۂ سیر و احادیث و تفاسیر بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے اس صحیفۂ میلاد پر ٹونک کے جید و مقتدر علماء میں سے مولوی محمد حسن خاں، مولوی محمد فضل حق مولوی عبدالحمید خاں، مولوی عظیم خاں، مولوی دوست محمد خاں، مولوی نور الحق، مولوی عبداللہ خاں

ابن سکندر خاں، مولوی محمد عظیم خاں کلاں، مولوی محمد عبداللہ خاں (ثانی) مولوی جان محمد اور مولانا عبدالمالک وغیرہم کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔ "میلاد النبیؐ" کا یہ تذکرہ گلابی اُردو کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ طرزِ بیان معمولی اور روزمرہ ہے۔ تصنع اور آورد کو ذرا دخل نہیں ہے۔ زبان سادہ اور شیریں ہے۔ عبارت بڑی مترنم، اور کیف و اثر میں ڈوبی ہوئی ہے۔ موقعہ بموقعہ مضامین کی مناسبت سے سرکار خلیل کی لکھی ہوئی حمد و نعت کی غزلیں درج ہیں ——
ضخامت کے اعتبار سے ہر جلد بڑی تقطیع کے بیس بائیس جزو پر مشتمل ہے۔ روزانہ ایک جلد مکمل ختم کی جاتی ہے۔ میلاد شریفؐ کی محفلوں کا سلسلہ ۹ اور ۱۰ ربیع الاول کی درمیانی شب سے جاری ہے۔ آج تیسری محفل ہے۔ اس لئے تیسری جلد پڑھی جارہی ہے۔ اِس وقت کپتان سیف الدین احمد نثر پڑھ رہے ہیں۔ نثر پڑھنے کا انداز بڑا ہی والہانہ اور مؤثر ہے، ان کے گرد نعت خواں حضرات کا حلقہ ہے۔ جو وقفہ کے ساتھ حضرت خلیلؔ ہی کی کہی ہوئی نعتیں پرکیف وجد آفریں ترنم سے پڑھتے ہیں۔ جن کی جاذبانہ تاثیر سے سامعین پر محویت کا عالم طاری ہے۔

ہمارے نواب صاحب، ایک باحشمت رئیس و حکمراں ہونے کیساتھ، بہترین شاعر اور نعت گو کی حیثیت سے بھی ایک امتیازی شان کے مالک ہیں۔ روزمرہ کی زندگی میں نعت شریف کے محبوب مشغلہ کے ذریعہ خود لکھ کر اور سُن کر، ہر کبھی آنسوؤں کے گہر ہائے شہوار، درود کے تحفوں کے ساتھ دربارِ رسالت میں بھیجتے رہتے ہیں۔

حمد و نعت کا، کافی ذخیرہ ہے۔ جن میں عقیدت و محبتِ رسولؐ کا جوش وافر ہے۔ آپ کی نعتوں کی یہ خصوصیت ہے کہ مولانا حالیؔ کی نعتوں کی طرح آپ کی نعتوں میں وہی ذکر ہوتا ہے۔ جو خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے شایاں ہے۔ اور جس کے پڑھنے اور سننے سے

لوگوں پر روحانی اثر ہوتا ہے۔

مسند کے پہلو میں ایک جانب علمائے کرام، مفتیانِ عظام، اور طلبائے دارالعلوم خلیلیہ کی نشست گاہ ہے۔ دوسرے پہلو میں خود اعلیٰ حضرت غفران مکان بانشست فرما ہیں اقبال کا رعب داب دیکھ کر قدرتِ خدا یاد آتی ہے۔ متصلہ ایوان میں شہزادگان والاشان۔ ندرائے کونسل، اور اعلیٰ حکام کی نشست ہے۔ مشرقی دروازوں کے سامنے سفید چاندنیاں پردے کے لیئے کھنچی ہوئی ہیں۔ جن کے پیچھے بیگمات و مخدراتِ شاہی نشست فرما ہیں۔ پردہ کے پاس باڈی گارڈ کے دو افسر پہرہ دے رہے ہیں۔

نواب صاحب نے آج عربی سبز لباس زیب تن فرما رکھا ہے۔ میلاد خواں حضرات کو بھی سبز رنگ کا بیش قیمت ہفت پارچہ خلعت عطا ہوا ہے، وہی خلعت پہنے سیلے باندھے میلاد شریف پڑھ رہے ہیں۔ علاوہ خلعت کے آج نقد انعامات بھی عطا ہوئے ہیں۔

سرکارِ عالی، میلاد خواں حضرات کا بڑا اعزاز و اکرام فرماتے ہیں۔ اس خدمت کے صلہ میں جاگیریں عطا ہیں۔ اور ماہانہ وظائف مقرر ہیں۔ نثر خوانی کی خدمت، کپتان صاحب کی موروثی خدمت ہے۔ ان کے والد اور چچا نثر پڑھا کرتے تھے۔ ہفتوں پہلے بادام، کشمش کھوپرہ، چلغوزہ، اور اخروٹ، میوہ جات کی بوریاں سرکارِ عالی کی جانب سے ان کے ناشتہ کے لئے مرحمت ہو جاتی ہیں۔

اس خاندان پر نواب صاحب کی بڑی خاص عنایات ہیں۔ اکثر افرادِ خاندان ریاست کے کلیدی عہدوں پر مامور ہیں۔

نظم خواں حضرات میں سرکارِ عالی کے بھائی بیٹے اور بھتیجوں کے علاوہ حافظ محمد عمر خاں حاتم (جو سرکارِ عالی کے مشیرِ سخن بھی ہیں) اور سید وحید الدین احمد کالے میاں، صاحبزادہ

رفیق اللہ خاں وغیرہم شامل ہیں۔

ارے دیکھنا ! یہ سرکارِ عالی، کیوں اُٹھ کھڑے ہوئے، نقیب پکارا۔ بسم اللہ اللہ کی امان! .... اچھا اچھا، ذکرِ پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت قریب آگیا ہے۔ اس لئے حاضرینِ مجلس کے سرکارِ عالی خود اپنے دستِ مبارک سے عطر لگانے کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ — ! اُن کے اہلو، پہلو، زرق برق، وردیوں میں ملبوس جو اے ڈی سی ہیں، ان کے ہاتھوں میں نقرئی جڑاؤ عطر دان ہیں۔ یہ منظر بھی دیکھنے کے قابل ہے —— بجئے واللہ عجیب متواضع، اور سادہ مزاج رئیس ہے۔ ایک ایک کے عطر لگا رہا ہے اور مسرور ہو رہا ہے۔

سرکارِ عالی کے ہمراہ دو عرب بھی ہیں۔ جو آج ہی مکہ معظمہ، اور مدینہ منورہ سے "جنّت کا میوہ" کھجوریں، لے کر آئے ہیں۔ سرکارِ عالی اہلِ عرب کی بڑی قدر و منزلت فرماتے ہیں۔ خلعت و انعامات سے نوازتے ہیں۔ دو گاؤں خاص اہلِ عرب کے لئے وقف فرما رکھے ہیں اُن کی آمدنی سے آنے والے عربوں کو رخصتانہ عطا ہوتا ہے۔ ٹونک، اور ٹونک سے باہر ہندوستان کے دوسرے شہروں میں مقیم عربوں کے لئے ماہانہ اور سالانہ وظائف مقرر ہیں۔

یہ تیسرے صاحب جو سرکار کے ساتھ ہیں۔ یہ دہلی کے مشہور سوداگر مولوی حاجی محمد صالح صاحب ہیں۔ مکہ معظمہ، اور مدینہ منورہ میں سرکارِ عالی کی بیگمات ملکہ فردوس زمانی بیگم، ملکہ خلیل الزمانی بیگم، اور ملکہ جمیل الزمانی بیگم کی تعمیر کردہ، اور موقوفہ جو سرائے ہیں، ان کی نگرانی اور دیکھ بھال کا انتظام سرکارِ عالی نے ان ہی حاجی صاحب کے بڑے بھائی کے سپرد فرما رکھا ہے وہ مکہ شریف ہی میں رہتے ہیں۔

لیجئے دیکھئے۔ وہ سرکارِ عالی اپنی نشست پر واپس تشریف لے آئے۔ پیدائش کے

بیان کا وقت قریب آگیا ہے۔ گلاب پاشی کی جارہی ہے۔ بخورات میں اضافہ کیا جارہا ہے اگربتیاں اور موم بتیاں بدلی جارہی ہیں، نعت خواں حضرات، وقت اور مضمون کی مناسبت سے سرکارِ عالی کی مشہور و مقبول استقبالیہ نعت طہار میں پڑھ رہے ہیں ؎

باغِ عالم میں نسیمِ نو بہار آنے کو ہے ❊ ابرِ رحمت جوش پر بے اختیار آنے کو ہے
اب کھلیں گے غنچہ ہائے مقصدِ اہلِ جہاں ❊ گلشنِ امید میں بادِ بہار آنے کو ہے
ہو رہا تھا جس کا جلوہ ابتدا سے آشکار ❊ کر رہی تھی جس کا دنیا انتظار آنے کو ہے

وہ دیکھو! توپ خانۂ خاص کا عملہ لیس دار سیاہ وردیاں پہنے، کرچیں لگائے آنا، اور اپنے اپنے مقامات پر جمنا شروع ہو گیا ہے۔ جرنیل فوج، اور افسر توپ خانہ سرکارِ عالی کے روبرو باادب کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور حکم و اشارے کے منتظر ہیں :-

"سپیدۂ سحر نمودار ہو رہا ہے۔ غنچوں کی نازک گرہیں کھل رہی ہیں، لالہ و گل کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر رہی ہے، نونہالانِ چمن وجد میں آرہے ہیں، ان کی نازک نازک پتیوں پر شبنم کے موتی ڈھلک رہے ہیں، سرو و شمشاد نے پھولوں کی مہک پاکر انگڑائی لی ہے۔ جنت آج سچ مچ زمین پر اتر آئی ہے۔ ستارے جھلملا رہے ہیں۔ کلیاں چٹک رہی ہیں۔ پھول مہک رہے ہیں، در و دیوار جھوم رہے ہیں ؎

سحر کا وقت ہے معصوم کلیاں مسکراتی ہیں ❊ ہوائیں خیر مقدم کے ترانے گنگناتی ہیں
خوشی کے گیت گائے جارہے ہیں آسمانوں پر
درودوں کے ترانے ہیں فرشتوں کی زبانوں پر

زمیں سے آسماں تک نور کی بارش ہی بارش ہے
کسی کی بے نیازی آج سرگرمِ نوازش ہے

اُٹھئے بڑا سکر " اس سید المرسلین، خاتم النبیین، رسولِ رب العالمین،
خطیب الوافدین، رکن المتواضعین، نور الامم سید ولدِ آدم، مکرم و
معظم نے مطلعِ سپہرِ کرامت سے نورِ شہود کا دکھایا' اور قدوم میمنت لزوم
نورِ ظہور اپنے سے زمین و زماں کو مشرف و ممتاز فرمایا"

پوری محفل ذکرِ پیدائشِ رسول ؐ کے احترام میں بڑی عقیدت و محبت سے کھڑی ہوگئی ہے
وہ توپوں کے فیر کا حکم ہوا، جھنڈیاں ہلیں، اور دنا دن توپیں چلنا شروع ہوگئیں۔ جب تک
ذکرِ پیدائش، اور سلام پڑھا جاتا رہے گا۔ سلامی کی توپیں برابر داغی جاتی رہیں گی، پوری
ایک سو ایک توپیں سر ہوں گی۔ توپوں کی گرج سے در و دیوار گونج رہے ہیں، سبحان اللہ،
سبحان اللہ، کیا دل فریب، و پُر کیف منظر ہے۔ اور سرور و وجد آگیں سماں ہے ؎

مسرت رقص میں ہے ہر طرف عشرت کا ساماں ہے
سرور و وجد میں ہر ایک دل خود ہی غزل خواں ہے

کیسا عجیب روح پرور، اور وجد آفریں وقت ہے، عاشقانِ محمدیؐ پر کیف و سرور طاری
ہے۔ یہاں سے وہاں تک تمام سامعین و حاضرینِ مجلس سر و قد ایستادہ ہیں اور چپکے چپکے
درود پڑھ رہے ہیں۔

ختم کو جس وقت پہنچی اظہرِ اظہر کی صدا ؛ اور ظہورِ پاک ؐ سے عالم منور ہوگیا
روئے محبوبِ خدا کی پھیلی جب ہر سو ضیا ؛ جس نے دیکھا بول اٹھا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

توپیں برابر چل رہی ہیں۔

اب دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں تحفۂ سلام پیش کیا جا رہا ہے۔

یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

لیجیے۔ "سلام" ختم ہوگیا۔ سب بیٹھ رہے ہیں، ہم بھی بیٹھ جائیں۔ سردی کا موسم ہے، وہ چائے آرہی ہے۔ آپ بھی چائے پی لیجیے۔ بھئی واہ بڑی لذیذ چائے ہے۔ ارے لو، وہ مٹھائی کی کشتیاں بھی آنا شروع ہوگئیں، رنگ برنگے کاغذوں میں ملفوف کھجوریں، لڈو، اور پیڑے ہیں۔ کھجوروں اور پیڑوں کا تبرک خاص طور پر آج کے دن تقسیم ہوتا ہے۔

اے ڈی سی صاحبان نے تبرک تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے۔ کتنے سلیقے اور ادب سے ہر ایک کو تبرک پیش کر رہے ہیں۔

وہ نقیب پکارا، "نماز کا وقت ہوگیا، سب صاحبان نماز کو چلیئے۔" وہ دیکھو، سرکارِ عالی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور وضو خانہ کی طرف چلے، خدمت گار، سیلابچی اور آفتابہ لے کر دوڑے۔ زیر انداز بچھا، سیلابچی آفتابہ لگایا۔ خواص رومال، بینی پاک، پاؤں پاک لے کر مؤدبانہ کھڑے ہوئے۔ سرکارِ عالی چوکی پر گئے، پھر وضو فرمایا۔۔۔۔ وہ دیکھو کہار ہوادار لیئے آرہے ہیں۔ سرکارِ عالی سوار ہوئے۔ فوجی گارڈ نے سلامی دی۔ نقیب و چوبدار پکارے۔ بسم اللہ، اللہ کی امان، قدم ہوشیار، نگاہ روبرو، کہار ہوادار لے کر مسجد کی طرف چلے۔ چوبدار، خدمت گار، اردلی خاص کے آفیسران۔۔۔۔ خاں صاحب سہراب خاں، خاں صاحب غفران خاں، اور اے ڈی سی، ہوادار کے اغل بغل چلنے لگے۔ نقیب اور ہرکارے سرخ بانات کی وردیوں میں ملبوس ہاتھوں میں چھڑیاں لئے، آگے دوڑنے لگے۔

آئیے! ہم بھی باغ ہی کی مسجد میں نماز پڑھ آئیں۔ نماز کے بعد پھر آجائیں گے۔ میلاد شریف سورج کے طلوع ہونے تک پڑھا جائیگا۔ ابھی چار جز سے زیادہ حصہ باقی ہے۔ لیجیئے یہ مسجد آگئی۔ کتنی حسین و خوبصورت چھوٹی سی مسجد ہے، کہاروں نے مسجد کے دروازے

کے سامنے ہوادار رکھدیا۔ اور دست بستہ کھڑے ہوگئے۔ سرکارِ عالی مسجد میں داخل ہوئے۔ یہاں تعظیم و آداب سب معاف سوائے "سلام علیکم" کے کسی دوسرے لفظ کی اجازت نہیں ہے۔ یہ چھوٹی سی مسجد بھی اپنی خوبصورتی میں بے نظیر ہے۔ اور روشنی میں جگمگا رہی ہے۔ اس مسجد میں حافظ حبیب شاہ پیش امام ہیں۔ جو نواب صاحب کے صاحبزادگان کے استاد بھی ہیں۔ آج ان کو بھی ذکرِ رسول کی متبرک تقریب میں خلعت عطا ہوا ہے۔ امام صاحب نے نماز پڑھائی، پہلی صف کے دائیں گوشہ میں سرکارِ عالی کے لئے مصلّے بچھایا گیا ہے۔ اس پر نواب صاحب نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز ختم ہوئی۔ دعا مانگی گئی ——— ذرا دیکھنا یہ مسجد کے دروازہ پر کیسا ہجوم ہونے لگا، اچھا یہ وہ لوگ ہیں جن کے عزیزوں کی ذکرِ میلاد النبی کی مبارک تقریب میں سزا معاف ہوئی ہے اور قید سے چھوڑے جا رہے ہیں۔ وہ لوہاروں کو حکم ہوا، اور انھوں نے چھنا چھن، ہتوڑی چھینیوں سے بیڑیاں کاٹنا شروع کیں۔ ایک دو تین، چار،..... سات آدمیوں کو رہائی ملی ہے۔ ان کے عزیز و اقارب کی خوشی کا منظر قابلِ دید نی ہے۔ سب خوش ہو رہے ہیں اور اپنے والی اور رئیس کی خدمت میں سلامِ تشکر پیش کر رہے ہیں۔ دعائیں دے رہے ہیں۔ الٰہی اقبال زیادہ ہو، دوست شاد ہوں، دشمن پامال ہوں۔ بلائیں رد ہوں۔

وہ سرکارِ عالی، ہوادار میں واپس تشریف لے جا رہے ہیں۔ کوٹھی میں داخل ہوئے۔ حکیم صاحب کی طلبی ہوئی۔ وہ دیکھو، سرکارِ عالی کے طبیبِ خاص مولانا حکیم محمد احمد برکاتی تشریف لائے مہتمم دواخانہ ساتھ ہے۔ اُس کے ہاتھ میں چھوٹے سے نقرئی خاص دان میں "یاقوتی" ہے۔ اور شربت کا گلاس ہے۔ وہ دیکھو چوبدار کیسے ادب سے ہاتھ باندھے عرض کر رہا ہے کہ عالی جاہ! حکیم جی حاضر ہیں حکم ہوا، "ہوں" یعنی بلا لو۔ حکیم صاحب تشریف لائے۔ سلام کیا، نبض دیکھی، یاقوتی کھلائی اور رخصت ہوئے ——— حکیم صاحب حاذق طبیب ہیں، حسب نسب، علم و فضل اور اخلاق و عادات کے اعتبار سے

بھی ان کا درجہ بلند ہے۔ آپ کا شمار متبحر اور جید علماء میں ہوتا ہے۔ جوان العمر، خوش رو، خوش پوشاک، اور وجیہہ و شکیل انسان ہیں۔ سرکارِ عالی کی جانب سے علاوہ پانچسو روپیہ ماہانہ وظیفہ کے ایک گاؤں جاگیر میں عطا ہے۔ سواری کے لئے تانگہ متعین ہے۔ طبابتِ خاص، ان کا موروثی اور آبائی منصب ہے، ان سے پہلے ان کے پدرِ بزرگوار مشہورِ عالم دین علامۃ الہند حکیم سید برکات احمد رحمۃ اللہ علیہ نواب صاحب کے طبیبِ خاص تھے۔ گذشتہ سال اسی ماہِ تقدس کی پہلی تاریخ کو ان کا وصال ہوا ہے۔

ٹونک میں دارالعلوم خلیلیہ اُن کی علمی یادگار ہے جس میں ہندوستان اور ہندوستان سے باہر دوسرے اسلامی ملکوں بخارا، بدخشاں، سمرقند اور کابل وغیرہ کے کثیر تعداد میں طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔

اچھا اب چلئے پھر میلاد شریف سنیں، اس وقت ولادتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو انوار اور انعاماتِ ربانی کی بارش ہوئی اس کا بیان پڑھا جا رہا ہے۔

ارے یہ سب ایک دم کیوں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اچھا اچھا جلد ختم ہو گئی، اب نعت خواں حضرات ایستادہ مجلس حمد پڑھیں گے، ادھر حمد ختم ہوئی اُدھر سرکارِ عالی کے ایڈیلیسی حضرات نے اور دوسرے بھائی بیٹوں نے سہرے کی پھولوں کی لڑیاں توڑنا شروع کیں اور ان کو بطور تبرک اپنے اپنے گلوں میں حمائل کیا۔

لیجئے بس چلیں۔ سرکارِ عالی بھی محل میں تشریف لے جا رہے ہیں، سب لوگ رخصت ہوئے۔ ہم بھی چلیں۔

دیکھا آپ نے ہمارے ٹونک کا جشنِ میلاد النبی ؐ۔

یوں کہنے کو تو خلد آشیاں نواب ابراہیم علی خاں خلیل کے عہد کو آج پینتیس (۳۵) چھتیس (۳۶) برس بیت گئے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کل کی بات ہے، وہ لوگ آج بھی زندہ ہیں اور وہ آنکھیں اس وقت بھی روشن ہیں جنھوں نے یہ محفلیں دیکھی ہیں اور اُن مجلسوں میں شرکت کی سعادت حاصل کی ہے

ایک دو نہیں سیکڑوں بڑے بوڑھے ان روایتوں کی تصدیق کرنے کے لئے موجود ہیں اور اس عہدِ رنگین کی داستان سرائی کرتے نظر آتے ہیں۔ اور

دل کو تڑپاتی ہے اب تک گرمیٔ محفل کی یاد
جل چکا حاصل مگر محفوظ ہے حاصل کی یاد

اس دور میں اگرچہ حالات میں انقلاب آچکا ہے۔ ریاست ٹونک اپنے انفرادی وجود کو ختم کرکے راجستھانِ اعظم میں شامل ہو چکی ہے، لیکن ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہفت روزہ محفلیں آج بھی جانشینِ خلیل عزیز الدولہ وزیر الملک ہز ہائی نس نواب سر محمد اسماعیل علی خاں صاحب بہادر تاجر، بڑے تزک و احتشام اور عقیدت و احترام کے ساتھ منعقد فرماتے ہیں،

یہ محفلیں آج بھی پورے ہندوستان میں ایک مثالی حیثیت رکھتی ہیں، ہر سال ۹ ربیع الاول سے ۱۶ ربیع الاول تک، سات یوم عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک جشن منایا جاتا ہے، ہز ہائی نس پیلس (نذر باغ) کی وسیع و عریض عمارت کے خوبصورت دالانوں، خوشنما اور شاندار کوٹھیوں میں چراغاں ہوتا ہے۔ حسین و خوشنما بجلی کے رنگ برنگے بلبوں، سفید و دودھیا ٹیوب لائٹوں اور دیگر آرائشی سامانوں سے پورا باغ آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے۔ وہ کوٹھی جہاں یہ مقدس محفلیں منعقد ہوتی ہیں، سونے چاندی کے گنگا جمنی سامان، جھاڑ، فانوس، قندیلوں، دیوار گیریوں، لیمپوں، مومی و کافوری شمعوں اور معطر گل دستوں، حسین و خوبصورت گلاسوں سے بڑے سلیقے اور قرینے سے سجائی جاتی ہے۔

آج بھی ۱۲ ربیع الاول کی شب میں ذکرِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس مجلس، رات کے بارہ بجے توپوں کی سلامی کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ اور صبح صادق کے وقت حضورِ اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا مقدس بیان پڑھا جاتا ہے تو ایک سو ایک توپیں سلامی کی سر ہوتی ہیں اور ابراہیمی دستور کے موافق خصوصیت کے ساتھ اُس روز محفل کی آرائش، سجاوٹ، اور روشنی میں کافی اضافہ ہوتا ہے، بجلی کے رنگ برنگے قمقمیں جھاڑ، فانوس کی جگمگاہٹ اور عطر و عود کی پاکیزہ خوشبو سے پورا محل معطر اور بقعۂ نور بن جاتا ہے۔ ذکرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پُر کیف مجلس سامعین پر وجد و حال کا عالم طاری کر دیتی ہے۔

حضرت تاج بالقابہ، روزانہ شروع سے آخر تک انتہائی عقیدت کے ساتھ مؤدبانہ ان مجالس میں شرکت فرماتے اور ذکرِ جمیل سُن کر عقیدت و خلوص کے گہر ہائے اشک درودوں کے تحفوں کے ساتھ دربارِ رسالت میں پیش کرتے ہیں۔

اس دور میں تقسیم شیرینی میں یہ اضافہ ہوا ہے کہ شہری عوام الناس کی مستورات و خواتین کو بھی بلا لحاظِ مذہب و ملت شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ ایک یوم ان کے لئے خاص کر دیا جاتا ہے، ہزاروں کی تعداد میں ہندو مسلم خواتین شریک ہوتی ہیں، اُن کے ساتھ اُن کے خورد سال بچے بھی ہوتے ہیں، اور ہر ایک کو میلاد شریف کی مٹھائی آسانی کے ساتھ مل جاتی ہے۔ یہ شیرینی ذکرِ رسول اور فاتحہ خیر کی نسبت سے جس قدر اعلیٰ اور نفیس تبرک ہے اس کا اندازہ نظرِ عقیدت اور دلِ محبت پرور ہی کو ہو سکتا ہے۔

یہ امر حیران کن ہے کہ سرورِ کائنات رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جشنِ ولادت کا تبرک بغیر کسی خدشہ اور تعصب کے ٹونک کا ہر فرد قبول کرتا ہے۔ مسلمانوں کے مختلف خیال فرقوں کو تو ایک طرف چھوڑ دیئے، کانگریسی، مہا سبھائی، جن سنگھی، آریہ سماجی۔ سناتن دھرمی، اچھوت، غیر اچھوت کسی فرقہ اور طبقہ کو ہم نے نہیں دیکھا کہ وہ اس تبرک کو

لے کر سرور و خوش نہ ہوتا ہو اور سات روز تک تذر باغ میں نہ آتا ہو۔

موجودہ نواب صاحب سر محمد اسماعیل علی خاں صاحب بہادر کے حسنِ نیت ۔ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ مبارک کا یہ ایک کرشمہ اور اعجاز سمجھنا چاہئے ــــــ رؤسائے سابق کے دور میں یہ کہا جا سکتا تھا کہ حکمراں کے اثر سے اور حکمراں کی خوشنودی و رضا جوئی کی طلب میں لوگ میلاد شریف میں شریک ہوتے تھے لیکن اس دور میں جبکہ انعقادِ بزمِ میلادؐ میں حکمرانی کو ذرہ برابر بھی دخل نہیں ہے۔ اس محفل کی برکت اور اس کی نورانی جاذبیت کے سوا کسی اور چیز پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

اِن دنوں نثر خوانی کی خدمت سرکارِ عالی تاجؔ بالقابہ کے مشیرِ سخن حضرت مولانا سید عبدالقادر صاحب خنداںؔ ۔ قاضی شہر ٹونک حضرت مولانا سید قاضی الاسلام صاحب، اور صاحبزادہ عبدالباسط خاں صاحب عرف جمعہ میاں انجام دے رہے ہیں۔

جناب صاحبزادہ محمد دین خاں، صاحبزادہ عبدالماجد خاں، صاحبزادہ عبدالساجد خاں۔ صاحبزادہ محمد عابد خاں، صاحبزادہ شفیق اللہ خاں، صاحبزادہ حکیم اللہ خاں، حافظ قاری عبدالشمد خاں، نظام الدین صاحب استاد۔ بڑے ہی مترنم لہجہ میں نعت و حمد خوانی کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

موجودہ ہز ہائی نس اعلیٰ حضرت تاجؔ اپنی ذاتی عقیدت اور خلوص کی وجہ سے اس جشن کے انعقاد میں اپنی جیبِ خاص سے ہر سال سولہ سترہ ہزار روپیہ صرف فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اِس خلوص و محبت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

"رکھیو یارب یہ درِ گنجینۂ گوہر کھُلا"

۱۷ر جون ۱۹۶۵ء فقط:۔ سید منظور الحسن برکاتی
لکچرار دار العلوم خلیلیہ ٹونک